تراویح

بیس یا آٹھ؟

TRAWEEH 20 OR 8 ?

مؤلف

شاہد حمید گل

COSMOS
(COLLEGE OF SHARIAH & MODERN SCIENCS)

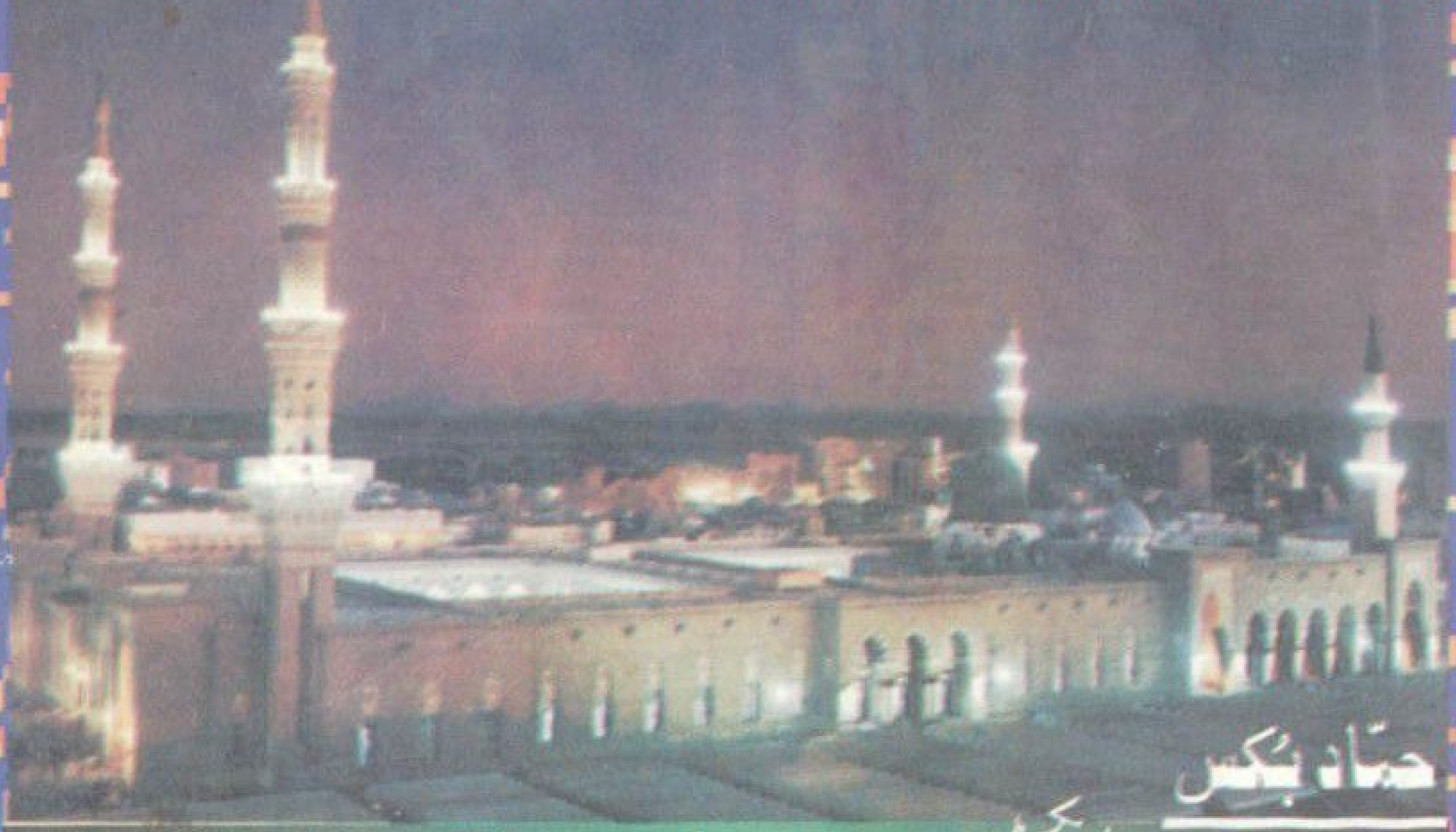

حماد بکس

M-31 ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن نزد مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن لاہور

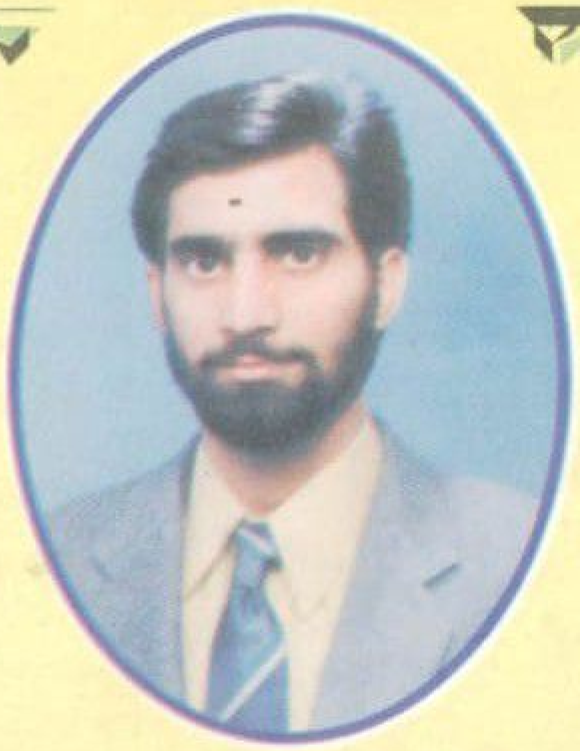

مصنف کی تصانیف

- GRIP TO GRASP
- تراویح بیس یا آٹھ
- توحید

GRIP TO GRASP

انگلش سپیکنگ پر ایک منفرد اور آسان انداز میں لکھی گئی کتاب جو تین ماہ کے اندر آپکو یقینی طور پر روانی سے انگلش بولنے کے قابل بنادے گی۔

ملنے کا پتہ

حمّاد بکس

M-31 ماڈل ٹاؤن

N 1 S

تراویح

بیس یا آٹھ؟

TRAWEEH 20 OR 8 ?

مؤلف
شاہد حمید، گل

(ملنے کا پتہ)
حماد بکس، فرسٹ فلور حافظ پلازہ 31-ایم، سوک سنٹر
ماڈل ٹاؤن، لاہور

نام کتاب	تراویح بیس یا آٹھ؟
مؤلف	شاہد حمید گل
خصوصی رہنمائی	مفتی عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی
پروف ریڈنگ	محمد اعظم گل
اشاعت اول	۲۰۰۰ء
تعداد	۱۱۰۰
کمپوزنگ	حماد کمپیوٹر سنٹر
مطبع	
قیمت:	۲۸ روپے

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

ملنے کا پتہ

حماد بکس، فرسٹ فلور حافظ پلازہ 31-ایم، سوک سنٹر ماڈل ٹاؤن، لاہور

انتساب

میں اپنی اس حقیری سی کاوش کو

☆ اپنے والدین، جنہوں نے مجھے حصولِ علمِ دین کی نیک راہ پر لگایا،

☆ قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی، جنہوں نے قلب وذہن کو انقلابِ مصطفوی کی فکر سے آشنائی عطا کی اور

☆ اپنے اساتذہ کرام بالخصوص محترم المقام جناب مفتی عبدالقیوم ہزاروی مفتی اعظم ادارہ منہاج القرآن، جن کی روحانی پرورش سے مجھے یہ مقام نصیب ہوا کے

نام کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز محترم شاہد حمید گل، منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی میں سال ششم کے ہونہار طالب علم ہیں۔ ذہن رسا اور ذوق مطالعہ کی خوبی سے مالا مال ہیں اردو میں ''توحید'' پر ایک کتاب اور انگلش سپیکنگ پر ۳۰۵ صفحات کی شاندار کتاب "GRIP TO GRASP" انگریزی اردو میں لکھ چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب انہوں نے دوران اسباق مسئلہ تراویح پر مرتب کی ہے کئی علمی اساسی مآخذ کو پیش نظر رکھ کر اس مسئلہ پر تحقیق و استدلال کی کامیاب کوشش کی۔ اس مسئلہ پر یہ کتابچہ بہت مفید اور مدلل ہے اللہ تعالیٰ فاضل مولف کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین۔

بحرمة سید المرسلین علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ اکمل الصلوات واجمل التسلیم۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب

مقدمہ

بہت سے لوگ ابھی تک اس کشمکش میں ہیں کہ آیا نمازِ تراویح کی رکعات بیس(20) ہیں یا آٹھ(8)۔تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب ہمارے کچھ بھائی آٹھ(8) رکعت نمازِ تراویح پڑھتے ہیں تو دوسرے لوگ بھی یہی خیال کرتے ہیں کہ آٹھ(8) رکعت نمازِ تراویح پڑھنا بھی درست ہے اور دوسری بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ دوست قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل طور پر اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں کہ آیا نمازِ تراویح کی رکعات (20) ہیں یا آٹھ(8)۔ الحمدللہ میں نے لوگوں کی اس ذہنی کشمکش کو دور کرنے کیلئے یہ کتاب لکھی ہے۔اس کتاب میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اور اسلاف کے اقوال سے جامع اور مفصل گفتگو کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی شخص کے ذہن میں نمازِ تراویح کی رکعات کی صحیح تعداد کے بارے میں کوئی ابہام نہیں رہے گا۔

شاہد حمید گل

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۵
۲	پہلا باب	۸
۳	تراویح کیا ہے؟	۸
۴	i) لغوی تعریف	۸
۵	ii) اصطلاحی تعریف	۸
۶	iii) تراویح کی ترغیب	۱۰
۷	iv) تراویح کی حالت	۱۴
۸	v) تراویح کی رکعات	۱۴
۹	vi) قرأت کی مقدار	۲۰
۱۰	دوسرا باب	۲۸
۱۱	رسول اللہ ﷺ کے دور میں نمازِ تراویح	۲۸
۱۲	i) صورتِ حال	۲۸
۱۳	ii) نمازِ تراویح کی رکعات کی تعداد	۳۱
۱۴	تیسرا باب	۳۸
۱۵	حضرت عمرِ فاروقؓ کے دور میں نمازِ تراویح	۳۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۶	i) تراویح کی حالت	۴۱
۱۷	ii) تراویح کی تعداد	۴۱
۱۸	iii) اس کا طریقہ	۴۳
۱۹	iv) اقوال العلماء	۴۴
۲۰	v) خلاصہ	۴۴
۲۱	چوتھا باب	۴۶
۲۲	حضرت عثمانِ غنیؓ کے دور میں نمازِ تراویح	۴۶
۲۳	i) صورتِ حال	۴۶
۲۴	ii) تعداد اور رکعات	۴۶
۲۵	پانچواں باب	۴۷
۲۶	حضرت علیؓ کے دور میں نمازِ تراویح	۴۷
۲۷	i) صورتِ حال	۴۷
۲۸	ii) تعداد اور رکعات	۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

تراویح کیا ہے؟

لغوی تعریف

لغت میں تراویح "ترویحہ" کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ایک بار آرام کرنا جیسے کہا جاتا ہے۔

"اراح اللہ تعالیٰ العبد ای ادخلہ فی الراحۃ"

اور اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے۔ "اراح الرجل" بمعنی استراحۃ یعنی اس شخص نے آرام کیا۔

اصطلاحی تعریف

اصطلاح میں تراویح کا مطلب صرف رمضان کے مہینے میں رات کو عشاء کی نماز کے فوری بعد یعنی فرضوں کے فوری بعد جو مخصوص نماز ادا کی جاتی ہے اسے تراویح کہتے ہیں۔(۱)

ترویحہ کا مطلب

ترویحہ سے مراد امام اور مقتدیوں کا چار رکعت ادا کرنے کے بعد آرام کرنا ہے اور یہ چار رکعت دو دو کر کے ادا کی جاتی ہیں جیسا کہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں آتا ہے۔

اوجز المسالک الی موطا الامام مالک ج ۲ ص ۲۹۳

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی اربع رکعات فی اللیل ثم یتروح..... (۱)

امام بیہقیؒ نے کہا کہ یہ راحت حاصل کرنے میں دلیل ہے۔

امام بیہقیؒ نے حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے زمانے میں نماز تراویح میں ترویحہ کی مقدار کے بارے میں سنن کبری میں روایت نقل کی ہے۔

کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یروحنا فی رمضان قدر مایذھب الرجل من المسجد الی الجبل سلع ۔(۲)

رمضان کے مہینے میں آرام کے لئے چار رکعات کے بعد اتنا وقفہ دیتے تھے کہ آدمی مسجد نبوی سے چل کر کوہ سلع تک پہنچ جاتا تھا۔

سنت تراویح کب مقرر ہوئی

یہ ہجری کے آخری سال میں شروع ہوئی۔ کیونکہ کسی روایت میں اس کے بعد حضور ﷺ کے ادا کرنے کا ذکر نہیں آتا کہ آپ ﷺ نے دوبارہ کبھی نماز تراویح ادا کی ہو اور نہ ہی آپ ﷺ سے اس کے بارے میں کوئی سوال ثابت ہے اور یہ حضور ﷺ کی زندگی مبارک کا آخر سال ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اگر یہ آپ ﷺ کی زندگی کا آخری سال نہ ہوتا تو آپ ﷺ آئندہ سال بھی نماز تراویح ادا کرتے یا اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی سوال ضرور اٹھتا اور اس کے متعلق ضرور کچھ بیان کیا جاتا۔(۳)

وقت التراویح

امام رافعیؒ کہتے ہیں نماز عشاء کی فراغت کے بعد تراویح کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارے اصحاب یعنی شافعیہ کہتے ہیں کہ نماز عشاء سے لے کر تہجد تک اس کا وقت

(۱) سنن کبریٰ ج ۲ ص ۳۹۷ للبیہقی (۲) سنن کبری ج ۲ ص ۴۹۷ (۳) قلیوبی وعمیرہ ج ۱ ص ۲۱۶

ہے یعنی طلوع فجر تک اس کا وقت رہتا ہے اور عام اہل علم کا ہی قول ہے۔ اسماعیل زاھد اور بعض اہل علم نے کہا کہ ساری رات اس کا وقت ہوتا ہے یعنی عشاء سے پہلے یا بعد میں بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ بہت کمزور قول ہے۔

تراویح کی ترغیب

الحدیث الاول

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم يرغب فی قيام رمضان من غير أن يأمرهم فيه بعزيمة

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے صراحۃ نہیں کہتے تھے (یعنی حکم نہیں دیتے تھے)

مثلاً فرماتے:

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه وضی روایة صحيحة رادو ماتأخر

جس نے ایمان اور نیت ثواب سے رمضان میں قیام کیا اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور صحیح روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اس کے پچھلے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔

الحدیث الثانی

وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان الله فرض عليكم صيام رمضان وسننت لكم قيامة فمن قامه ایمانًا واحتسابًا غفرله ماتقدم

من ذنبه. (رواه الدار قطنی)

انہی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیئے میں نے اس کا قیام تمہارے لئے سنت کر دیا۔ پس جس نے ایمان اور نیت ثواب سے اس کا قیام کیا تو اسکے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

الحدیث الثالث

وعنه رضی الله تعالیٰ عنه ان رسو ل الله صلی الله علیه و آله وسلم ذكر رمضان بفضله على الشهور فقال من قام رمضان ايمانا واحتسابا خرج من ذنبه كيوم ولدته امه

انہی سے یہ بھی روایت مروی ہے کہ جس نے رمضان میں ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ قیام کیا وہ اس دن کی طرح اپنے گناہوں سے نکل گیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔

گذشتہ حدیث کی شرح

(قام رمضان) سے مراد ہے کہ رمضان کی راتوں کو نماز میں قیام کیا۔ اس سے مراد صرف مطلق کھڑا ہونا تھوڑا ہو یا زیادہ مراد نہیں جیسے کہ کہا گیا ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں کثرت سے عبادت کی جائے تا کہ ساری رات ہی نماز تلاوت، ذکر اور تسبیح وغیرہ پر مشتمل ہو جائے اور چونکہ نماز میں تلاوت، ذکر اور تسبیح ہے اس کا تقاضا ہے کہ مسلمان زیادہ رکعات کی صورت میں قیام کریں تا کہ ساری رات قیام پر مشتمل نہیں ہو سکتی کم از کم زیادہ حصہ تو اس پر مشتمل ہو اور یہ مراد ''من قام رمضان'' کے مبارک الفاظ سے سمجھی

جا رہی ہے کیونکہ اصول فقہ (Jurisprudence) میں یہ قاعدہ متعین ہے کہ جب ظرف منصوب ہو تو حرف جر کے حذف (Omit) کرنے سے کہ وہ ظرف مفعول بہ کے قائم ہوجاتا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ فعل تمام ظرف کو شامل ہو ہاں کوئی اگر دلیل (Contention) تلخیص کرے تو الگ بات ہے۔ بخلاف اس صورت کے جب ظرف حرف جر کی وجہ سے مجرور ہو تو پھر فعل بعض ظرف پر مشتمل ہوتا ہے کل پر نہیں۔ اور ہر وہ آدمی جسے علم اصول فقہ کا درک حاصل ہے وہ ''قام اللیل''۔ ''صام رمضان'' اور ''قام فی اللیل قام فی رمضان'' کا فرق پہچانتا ہے۔

یہاں جب یہ بات ثابت ہوگئی تو مقصود یہ ہوگا کہ تمام رات اطاعت میں گزر جائے اور یہ بات عقلاً شرعاً ناممکن ہے عقلاً اس لئے کہ انسان ایک سے زیادہ مرتبہ نیا وضو کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے تو اطاعت اور عبادت کا سلسلہ ختم ہو شرعاً اس لئے کہ شارع علیہ السلام نے سحری کھانے کو مستحب قرار دیا ہے لہذا یہاں بھی عبادت میں انقطاع ہوا اور علم اصول کے قواعد کے بھی مطابقت یہی ہے کہ مقصود یہاں یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ عبادت پر مشتمل ہو اور بعد یہ آٹھ رکعت سے نہیں ہوسکتا اسی لئے اہل مکہ چار رکعت کے بعد طواف کرتے تھے کیونکہ طواف عبادت ہے اور اہل مدینہ الگ الگ طواف کی جگہ نماز پڑھتے تھے اور وہ ہر چار تراویح کے بعد چار نوافل پڑھ لیتے تھے۔

(ایماناً واحتسابا) خطابی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت اور طلب ثواب کے لئے اور صدق نیت سے دکھلاوے کے لئے نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ رمضان میں روزے رکھے ایمان کے ساتھ اور شوق ثواب سے خوش دلی کے ساتھ تنگ ہوکر نہیں نہ تو راتوں میں کمی کرے اور نہ دن تک اس سلسلہ کو لمبا کرے اور جس روایت میں (ماتأخر) آتا

ہے یہ ثقہ راوی کی طرف سے اضافہ ہے۔(۱)

(غفرله ماتقدم من ذنبه وماتاخر) یہ کنایہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی گناہوں سے حفاظت کرتا ہے یعنی مغفرت درجات کی بلندی کا سبب ہوتی ہے۔

نووی نے کہا ہے کہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب وضو گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے تو نماز کس کا کفارہ بنتی ہے۔ علماء کرام نے اس کا جواب دیا کہ ہر چیز میں کفارہ بننے کی صلاحیت ہے۔ اگر صغیرہ گناہ ہیں تو ان کا کفارہ بن جائے گی اور اگر چھوٹا بڑا گناہ کیا ہی نہیں تو اب اس کے بدلے نیکیاں لکھی جائیں گی اور درجات بلند کئے جائیں گے اور اگر بڑے گناہ کئے اور چھوٹے نہیں تو ہمیں امید ہے کہ اللہ بڑے گناہوں میں بھی رعایت کردے گا۔

الحدیث الرابع

من ادرک رمضان بمكة فصامه وقام منه بما تيسر كتب الله له مائة الف شهر رمضان.(۲)

جس نے مکہ میں رمضان کو پایا اور اس کا روزہ رکھا اور جتنا ممکن ہوا قیام کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ رمضان کے مہینوں کا اجر لکھ دیتا ہے۔

الحدیث الخامس

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد أظلكم شهركم هذا بمحلوف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مامر بالمسلمين شهر خير لهم منه ولا مر بالمنافقين شهر شر لهم منه بمحلوف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله ليكتب اجره ونوافله قبل ان يدخله. (رواه ابن خزيمة فی صحيحة

(۱) اوجز المسالک ج۲ص ۲۸۶ (۲) ابن ماجہ ج۲ص ۱۰۴۱

حضور ﷺ نے فرمایا (تاکید کے ساتھ) کہ تم پر یہ مہینہ سایہ فگن ہوا مسلمانوں پر اس سے بہتر مہینہ نہیں گزرا اور منافقوں پر اس سے برا مہینہ نہیں گزرا حضور ﷺ نے تاکیداً یہ فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کا اجر اور نفل اِس کے داخل ہونے سے پہلے لکھ دیتا ہے۔

تراویح کی حالت

(الف) نمازِ تراویح کی نیت

تراویح کی نیت یوں کرنی چاہئے کہ دو رکعات سنت قیام رمضان یا سنت تراویح اگر تعداد کا نام نہ بھی لیا جائے تو تب بھی ٹھیک ہے اور یہی قابل اعتماد قول ہے جیسے کہ "صاحب الاعانة" کے مصنف نے لکھا ہے۔ اس پر ابن حجر نے "التحفه" اور الماوردی نے "البهجة" کے اندر ترمسی نے اپنے حاشیے کے اندر لکھا ہے کہ النووی نے اپنی کتاب "الروضة" میں اس کے خلاف لکھا ہے یعنی ایک ہی مرتبہ نیت کرنا نہیں بلکہ ہر دو رکعات تراویح کی نیت کرے۔ ہر سلام کے اندر دو رکعات تراویح کی نیت کرے۔

''انوار'' میں اس پر یہ سوال کیا گیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ہر دو رکعات میں سنت تراویح کی نیت کرے جیسے ''فتاوی القاضی'' میں لکھا ہے کیونکہ رکعات کی تعداد بیان کرنا ضروری نہیں اور امام ''الرملی'' نے اور ''خطیب'' نے اس سوال پر غور نہیں کیا اسی لئے انہوں نے ''الروضۃ'' کے اندر جو لکھا ہے اسکی تائید کی ہے (۱) ہمیں غور کرنا چاہئے ''التوشیح'' میں ہے کہ مطلقاً نیت ٹھیک نہیں بلکہ لازم ہے کہ متعین نیت کی جائے کہ جیسے گزر چکا ہے تعداد کی ضرورت نہیں۔

(ب) تراویح کی رکعات

النووی کہتے ہیں کہ دس سلاموں کے ساتھ بیس (20) تراویح ہیں ہر دو رکعات

(۱) حاشیہ الترمسی ج ۲ ص ۳۶۹

ایک سلام کے ساتھ ادا کی جانی چاہئے۔ اس کے علاوہ کوئی صورت جائز نہیں اسلئے کہ اس میں جماعت مشروع ہے اور اسی وجہ سے یہ فرضوں کے مشابہ ہے لہٰذا جیسے روایات میں آیا ہے اس میں تبدیلی جائز نہیں ہے لہٰذا اگر کسی نے چار رکعت یا اس سے زائد ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام کے ساتھ ادا کی تو بالکل صحیح نہیں اگر یہ عمل دانستہ اور جانتے ہوئے کرے ورنہ بطور افضل صحیح ہے۔

ہر چار رکعات کے بعد ''ترویحہ'' یعنی آرام کرنا ہے جس میں تسبیح (سبحان الله) تکبیر (الله اکبر) اور تحلیل (لا اله الا الله) پڑھے۔

دلیل

اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ ہر دو سلام کے بعد آرام کرتے تھے کچھ ذکر و اذکار پڑھتے ہوئے خواہ وہ حدیثوں میں آئے ہیں یا نہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو قیام بہت لمبا کرنا پڑتا تھا۔ اور یہ وجہ بھی ہے کہ تمام اذکار میں تسبیح بڑے مرتبے والی ہے لہٰذا اس آرام کے لئے سب سے بہترین اور اچھی مصروفیت اللہ کا ذکر ہے اور وہ یوں کہے۔

سبحان الله والحمدالله ولا اله الاوالله اکبر ولا حول ولاقوة الا بالله العلیی العظیم

اور یہ تین مرتبہ پڑھے یا جیسے لوگوں کا معمول اور عادت ہو اس کے مطابق پڑھے۔

بیس تراویح پر اعتراضات اور جوابات

پہلا اعتراض

مشکوۃ باب ''قیام رمضان'' اور موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت تراویح ہیں اور باقی تین وتر۔

جواب

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور مضطرب سے دلیل نہیں پکڑی جاسکتی کیونکہ اس کے راوی محمد ابن یوسف ہیں موطا میں تو ان سے گیارہ کی روایت ہے اور محمد ابن نصر مروزی نے انہی محمد ابن یوسف سے بطریق محمد اسحاق تیرہ رکعت کی روایات کی اور محدث عبدالرزاق نے اپنی محمد ابن یوسف سے دوسری شرح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ مطبع خیریہ مصر کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہی راوی کے بیانات میں اس قدر اختلاف ہے اس کو اضطراب کہتے ہیں لہذا یہ تمام روایات غیر معتبر (Unreliable/not reliable) ہے اس سے استدلال غلط ہے دوسرا یہ کہ اگر یہ حدیث آپ کے نزدیک صحیح ہو تو آٹھ تراویح ہوئیں اور تین وتر ہوئے تو پھر تم تین وتر کیوں نہیں پڑھتے آپ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک (نو) رکعت ہونی چاہئے کیا ایک ہی ایک کا آدھا حصہ مقبول اور آدھا غیر مقبول ہے۔ تیسرا یہ کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں اولا آٹھ تراویح کا حکم دیا گیا پھر بارہ کا پھر آخر میں بیس پر قرار ہوا کیونکہ مشکوۃ باب قیام رمضان میں اسی حدیث کے بعد ہے ''وکان قاری یقراء سورۃ البقرۃ فی ثمان رکعات واذا قام بھا فی اثنتی عشر رکعۃ رای الناس انه قد خفف''. یعنی قاری آٹھ رکعت میں سورۃ بقرہ پڑھتا تھا اور جب

اس نے تو ہی سورت بقرہ بارہ میں پڑھی تو لوگوں نے ہلکا پن محسوس کیا اس حدیث کے ماتحت مرقاۃ میں ہے۔

نعم ثبت عشرون فی زمن عمر وفی الموطا روایة باحدی عشرة وجمع بینهما انه وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث.

یعنی ان روایات کو یوں جمع کیا گیا کہ اولا تو آٹھ رکعت کا حکم ہوا پھر بیس پر قرار ہوا پھر بیس رکعت ہی منقول ہیں چوتھے یہ کہ اصل تراویح سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ اور تین چیزیں سنت فاروقی ۔ ا۔ ہمیشہ پڑھنا۔ ۲۔ باقاعدہ جماعت سے پڑھنا۔ ۳۔ بیس رکعت پڑھنا۔ حضور علیہ السلام نے بیس رکعت ہمیشہ نہ پڑھیں اور نہ صحابہ کرامؓ کو باقاعدہ جماعت کا حکم دیا اور اگر آٹھ پر عمل کیا جائے تو سنت فاروقی پر عمل چھوٹ گیا اور اگر بیس پڑھی جائیں تو حضور ﷺ کی سنت آٹھ اور بیس پر بھی ہو گیا اور سنت فاروقی پر بھی عمل ہو گیا۔ اور اگر کوئی کہے کہ حضور ﷺ نے آٹھ بھی تو پڑھی ہیں تو آٹھ بھی پڑھ سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہؓ نے بیس رکعات پڑھیں اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی بیس پڑھیں۔

حدیث پاک ہے:

''تم پر میری اور صحابہؓ کی سنت فرض ہے'' تو بیس پڑھنے سے حضور اکرم ﷺ کی آٹھ رکعت کی سنت بھی آجاتی ہے اور عمرؓ کی بیس رکعت کی سنت بھی آجاتی ہے اور تم بھی تراویح ہمیشہ اور باقاعدہ جماعت کے ساتھ پڑھتے ہو اور یہ باتیں حضور ﷺ سے ثابت نہیں سنت فاروقی ہے لہذا بیس پڑھو۔

اعتراض

بخاری شریف میں ہے کہ ابو مسلمہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ حضور

ﷺ رمضان کی راتوں میں کتنی رکعت پڑھتے تھے آپ نے جواب دیا۔

ماکان رسول اللہ ﷺ یزید فی رمضان فی غیرہ علی احدی عشر رکعات

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد رکعات نہیں پڑھیں۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے تراویح آٹھ رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھیں اور باقی وتر پڑھے بیس رکعات پڑھنا بدعت سئیہ ہے۔

جواب: اس کے بھی چند جواب ہیں ایک یہ کہ اس سے نماز تہجد مراد ہے نہ کہ نماز تراویح مراد ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعات سے زائد رکعات نہیں پڑھیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ وہی نماز ہے جو ہمیشہ پڑھی جاتی ہے نہ کہ نماز تراویح وہ صرف رمضان میں ہی ادا کی جاتی ہے نیز ترمذی میں اسی حدیث کے لئے باب باندھا:

باب ماجاء فی وصف صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باللیل.

معلوم ہوا کہ یہ صلوۃ اللیل ہے نہ کہ نماز تراویح یعنی تہجد کی نماز مراد ہے نیز اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ وتر سے پہلے کیوں سوجاتے ہیں؟ آپ ﷺ واصحابہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ہماری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعتیں سو کر اٹھ کر ادا فرماتے تھے اور وتر بھی اسی کے ساتھ پڑھتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تعجب ہوا کہ آپ ﷺ نے ہم کو تو وتر پڑھ کر سونے کا حکم دیا اور خود سو کر مع تہجد وتر ادا کرتے ہیں

جواب یہ دیا گیا کہ چونکہ ہمیں سو کر اٹھنے کا بھروسہ ہے جسے بھروسہ نہ ہو وہ وتر پڑھ کر سوئے اور تراویح سونے سے پہلے پڑھی جاتی ہیں اگر یہ نماز تراویح مراد ہوتی تو سو کر اٹھنے پر پڑھنے کا کیونکر ذکر ہوتا۔ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۴۰۰ میں ہے۔ ''تحقیق آنست کہ صلوۃ آنحضرت در رمضان ہمان نماز معتاد بود یازدہ رکعت کہ دائم در تہجد مے گزارد''۔

دوسرے یہ کہ اگر بیس رکعت تراویح بدعت سیئہ ہی تو حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ کرامؓ نے کیوں اختیار فرمائی اور خود حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کی مخالفت کیونکر نہ کی ان پر کیا فتوی لگاؤ گے نیز آج سارے غیر مقلد پورے ماہ رمضان میں باجماعت تراویح پڑھتے ہیں بتاؤ ان کی یہ ہیش گی بدعت سیئہ ہے یا نہیں؟

اگر حضور ﷺ نے آٹھ تراویح پڑھیں تو صرف دو تین روز پڑھیں تم اس کی ہمیشگی کر کے کون ہوئے؟ اگر پورے متبع حدیث ہو تو سارے ماہ رمضان میں صرف تین دن تراویح پڑھا کرو۔

نیز ترمذی شریف کی روایت سے ثابت ہوا کہ مکہ والوں کا بیس تراویح پر اتفاق ہے اور مدینہ والوں کا اکتالیس پر ان میں سے کوئی بھی آٹھ کا عامل نہیں بتاؤ یہ سارے لوگ بدعتی اور فاسق ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو ان سے حدیث لینا کیسا؟ فاسق کی روایت معتبر (Reliable) نہیں۔

تیسرے یہ کہ اسی حدیث سے اگر آٹھ رکعت تراویح ثابت ہوئی تو تین رکعت بھی ثابت ہوئے تب ہی تو گیارہ رکعت ثابت ہوں گی پھر وتر ایک کیونکر پڑھتے ہو؟ آرام کے لئے حق یہ ہے کہ آٹھ رکعات تراویح کی تصریح کہیں بھی نہیں ہے کیونکہ جہاں قیام رمضان کا ذکر ہے وہاں تعداد رکعت سے خاموشی ہے اور جن حدیث میں گیارہ کا ذکر ہے

وہاں تراویح کی تصریح نہیں ہے بلکہ اس سے تہجد مراد ہے۔ ایسی روایات پیش کرو جس میں آٹھ رکعت تراویح کی تصریح ہو۔ ایسی انشاء اللہ نہیں ملے گی چونکہ سلطنت مصطفی ﷺ کا ہم نے مستقل رسالہ لکھ دیا۔

قرأت کی مقدار

امام مالک نے موطا میں داؤد بن حسین عن عبدالرحمن الاعرج سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ وہ رمضان کے مہینے میں کافروں کو لعنت کرتے تھے اور قاری آٹھ رکعت میں سورۃ بقرۃ کی تلاوت کرتے تھے اور قاری وہی سورت بارہ رکعات میں پڑھتا تو لوگ خیال کرتے کہ کافی رعایت ہوگئی ہے۔

امام مالک نے عبداللہ بن ابی بکر سے یہ روایت بھی کی ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب ہم تراویح سے فارغ ہوکر آتے تھے تو (والد) نوکروں کو جلدی جلدی کھانا تیار کرنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ صبح صادق طلوع ہونے کا ڈر تھا۔

اور مسائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ابی ابن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور قاری دوسو آیات پڑھتا تھا یہاں تک کہ قیام لمبا ہونے کی وجہ سے ہم لاٹھی پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور صبح صادق کے وقت ہی ہم کھڑے ہوتے۔

ابی عثمان نہدی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے تین قاریوں کو بلایا اور (انہیں تراویح پڑھانے کا حکم دیا) ان میں سب سے تیز پڑھنے والے کو حکم دیا کہ تو لوگوں کے لئے تیس آیات پڑھ اور ان میں درمیانی قرأت کرنے والے کو کہا کہ تم پچیس آیات پڑھا کر اور ان میں آہستہ پڑھنے والے کو کہا کہ تم بیس آیات پڑھ۔ ابی ابن کعبؓ اور تمیم داریؓ

باری باری پڑھتے تھے۔ باجی نے کہا ہے۔

تناوب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جہاں امام کی بات پہنچتی تھی نائب اسکو پورا کردے امام حسن نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ یہ جو فرمایا کہ امام دس کے لگ بھگ آیات پڑھے اس کی وجہ یہ ہے کہ تراویح کی رکعاتوں کی پورے مہینے کی تعداد 600 بنتی ہے اگر کامل ہو یعنی اگر تیس کا مہینہ ہو اور اگر ناقص ہو تو پھر 580 اور مفسرین کے قول کے مطابق کل آیتوں کی تعداد 6666 (چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ) ہے اور اگر ہر رکعات میں تقریباً دس آیات پڑھیں تو قرآن کریم پورے مہینے میں ختم ہوجائے گا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ہر رکعات میں تیس (30) پڑھے کیونکہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا اور اس طرح تین قرآن کریم ختم ہوجائیں گے اس لئے کہ ہر دس دن کے اندر خاص فضیلت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس کے اول دس دن رحمت کے درمیان والے یعنی دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے نجات حاصل کرنے کا ہے۔

اور بعض علماء نے ستائیس (27) کو قرآن پاک ختم کرنے کو مستحب قرار دیا ہے کہ شاید یہی لیلۃ القدر ہو۔ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں ہے کہ آپ ایک مہینہ میں 61 قرآن پاک ختم کرتے تھے ہر رات اور ہر دن کو ایک ایک اور پوری تراویحوں میں ایک یعنی ایک پورے ماہ میں اور 60 ساٹھ اپنے طور پر پڑھتے تھے اور اگر لوگ تنگ آجائیں تو اس قرأت میں بھی کمی کردینی چاہئے تاکہ لوگوں میں ذوق وشوق باقی رہے کیونکہ نمازیوں کا زیادہ ہونا لمبی قرأت سے افضل ہے متاخرین نے فتوی دیا ہے کہ یا ایک لمبی یا دو درمیانی یا تین چھوٹی آیات پڑھ لے۔ "اعانة الطالبین، التحفه اور البهجة" کے مصنفین نے نماز تراویح کی قرأت پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابن عبدالسلام اور ابن صلاح کے فتوی کے مطابق

قرآن کریم کو اس طرح تقسیم کر کے پڑھنا تراویح میں کہ پورے مہینے میں قرآن کریم ختم ہوجائے چھوٹی سورتوں کے پڑھنے سے افضل ہے اور ان لوگوں نے علت اس کی یہ بیان کی ہے کہ قرآن کریم کو پورے مہینے میں ختم کرنا سنت ہے (تراویح میں پڑھنا) اور اسی پر امام اسنوی نے اعتماد کیا ہے۔

زرکشی وغیرہ نے کہا کہ اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ وہ تمام مقامات جہاں کسی معین آیت کا حکم آیا ہے جیسے ''صبح کی سنت میں بقرہ کی دو آیات اور آل عمران کی دو آیات'' اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سورۃ اخلاص کا تکرار ہر رکعات میں یا کسی رکعت میں یا چھوٹی دس سورتیں پہلی رکعتوں میں اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھنا جیسے کہ خلیج عمان اور مصر والے کرتے ہیں تو اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ اگر امام حافظ قرآن نہیں اور نہ ہی لوگ زیادہ لمبا قیام کر سکتے ہوں۔ امام حافظ قرآن ہے اور مقتدی لمبے قیام پر راضی ہیں تو اب یہ چھوٹی سورتیں پڑھنا خلاف اولی ہوگا اور محفوظ تر صورت یہ ہے کہ ختم کا طریقہ اپنایا جائے۔ امام سبکی اور ابن حجر وغیرہ نے اسی کا فتوی دیا ہے۔

مفرد یا جماعت کے ساتھ ادا کرنا

نووی نے کہا کہ تراویح کی نماز سنت موکدہ ہے اور اس پر علماء کا اجماع اور اس کے مستحب ہونے پر بھی اجماع ہے [1] ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ گھر میں اکیلے پڑھنا یا مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب، امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور بعض مالکیہ وغیرہ نے زیادہ واضح قول میں کہا کہ افضل یہ ہے کہ تراویح کی نماز باجماعت پڑھی جائے جیسے حضرت عمرؓ بن خطاب اور صحابہؓ نے کیا اور ہمیشہ اسی پر مسلمانوں کا عمل رہا۔ کیونکہ یہ اسلام کے ظاہری شعار میں ہوگیا اور نماز عید کی طرح ہے اور امام مالکؒ اور

قلیوبی وعمیرہ ج ا ص ۲۱۶

یوسفؒ اور بعض شوافع جیسے عراقین اور حیدر لانی نے کہا ہے کہ افضل یہ ہے کہ نماز اکیلے گھر میں ادا کی جائے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرض کے علاوہ انسان کی افضل نماز وہ ہی جو گھر میں وہ ادا کرتا ہے۔ (۱)

تراویح کی قضاء:

صحیح تر قول کے مطابق نماز تراویح اگر وقت پر ادا نہ کی جائے تو اکیلے ہو یا جماعت کے ساتھ اس کی قضاء نہیں پڑھی جاسکتی اس لئے کہ قضاء واجبات اور فرائض کی خصوصیات میں سے ہے اور اگر کسی نے قضاء کی تو یہ افضل اور مستحب ہوجائے گی تراویح نہیں کہلائے گی رہ گئی نماز وتر کی بات تو اس میں یہ ہے کہ یہ نماز تراویح کے پہلے بھی اور بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہے۔ اور افضل آخری صورت ہے یعنی تراویح کے بعد واللہ اعلم۔

''اعانة الطالبین'' کے مصنف نے کہا ہے کہ تعلیل مذکورہ سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ قرأت میں قیام حضور قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ کرنا چاہئے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے ہمارے زمانے میں عادت بنالی ہے کہ جلدی جلدی نماز ادا کر کے فخر کرتے ہیں۔

سید عبداللہ بن علوی الحداد نے ''النصائح'' میں کہا ہے کہ حد سے زیادہ ہلکی پھلکی نماز سے پرہیز کرنا چاہئے جس کو اکثر جاہل لوگوں نے نمازِ تراویح میں عادت بنالی ہے یہاں تک کہ واجبات کی ادائیگی میں بھی کوتاہی کرتے ہیں مثلاً رکوع وسجود میں سکون اور سورۃ فاتح کو اس طرح پڑھنا جس طرح پڑھنے کا حق ہے یعنی ضروری ہے اس میں بھی صحیح ادائیگی نہیں کرتے اور یہ سب کچھ جلد بازی کی وجہ سے ہوتا ہے تو ان میں سے نہ تو کوئی اللہ کے نزدیک نماز ادا کرنے والا ہوا کہ اس کو ثواب ہو اور نہ ہی اس کو چھوڑنے والا ہوا کہ کم از کم اس کے

(۱) شرح مسلم ج ۶ ص ۳۹ ۔ شرح المنہاج ج ا ص ۲۲۶

چھوٹنے کا اعتراف کرے یہ اور اس سے ملتے جلتے اہل ایمان کے لئے شیطان کے بڑے بڑے دھوکے ہیں کہ عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع کرتا ہے سو اس سے بچنا چاہئے اور ہوشیار رہنا چاہئے۔

مسلمان بھائیو!

جب تم تراویح اور دوسری نماز پڑھنے لگو تو قیام تمام ارکان قرأت اور رکوع وسجود خشوع اور حضور قلب کے ساتھ ادا کیا کرو اور شیطان کا اپنے اوپر بس نہ چلنے دو یعنی مسلط نہ ہونے دو۔ کیونکہ اس کا تسلط ایمان والوں پر اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں پر نہیں چلتا۔

ولا تجعلوا للشیطن علیکم........ فلاتکونوا فیھم

سو تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ کہ ان کی گرفت تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور اس کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں سو تم ان میں شامل نہ ہو جاؤ۔

دوبارہ ادائیگی:

اس کا مطلب یہ ہے کہ تراویح کے بعد نماز پڑھے یا تراویح کے بعد تراویح ہی ادا کرے سو جب امام احمد بن حنبلؒ سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ''کہ اللہ ایسے لوگوں سے راضی ہوتا ہے کیونکہ خیر ہی کی امید رکھ کر اس کی طرف جا رہے ہیں یا پھر کسی شر سے بچنے کے لئے یہاں تک کہ امام احمد نے فرمایا کہ صحیح ہے اور ایسا کرنا مگروہ نہیں ہے۔(۱)

تراویح کی تعداد اور علماء کے اقوال

تراویح کی رکعات کی تعداد بیس (20) ہے اس میں ساری امت اور آئمہ کا اتفاق ہے کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا اختلاف اس سے زائد میں ہے یہی امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام داؤد ظاہریؒ وغیرہ کا قول ہے امام کاسانی نے ''البدائع'' میں کہا

المغنی والشرح الکبیر ج اص ۷۹۷

ہے کہ یہی قول علماء کا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے اور چار آئمہ میں سے کسی نے بھی بیس سے کم کا قول نہیں کہا بلکہ امام مالک سے جب حاکم نے تراویح کم کرنے کو کہا تو آپ نے منع فرمایا اور اس کو ڈانٹتے اور رد کرتے ہوئے کہا'' کہ میں نے لوگوں کو اسی پر عمل کرتے ہوئے دیکھا اور قدیم زمانہ سے لوگ اسی پر عمل پیرا ہیں''۔ اس بات کو ''اوجز المسالک'' کے مصنف نے بیان کیا ہے اور اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے کہ ''اس سے معلوم کہ ہوا کہ چار اماموں میں سے کسی نے پہلے مشہور قول کے مطابق بیس تراویح سے کم کا قول نہیں کیا کیونکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس پر اجماع سکوتی رہا اور یہی تمام علماء کا مذہب ہے۔

امام شعرانی نے اپنی ''کشف الغمہ'' میں کہا کہ بیس تراویح اور تین وتر وہ عمل ہے کہ جس پر امت متفق ہو گئی جو اس کے خلاف بات کرے گا وہ اجماع امت کو توڑنے والا ہے۔(۱)

بیس تراویح ابن جبر سے بھی مروی ہے اور امام ترمذی نے اکثر اہل علم کا اس پر عمل بتایا ہے حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور باقی صحابہ کرامؓ سے بھی یہی مروی ہے یہی ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ اور ظفر محمد کا قول ہے امام بدرالدین نے فرمایا کہ تابعین میں سے اس کے قائل حضرت علیؓ کے ساتھ شتیر بن مشکل اور ابن ابی ملیکۃ حارث ہمدانی، عطا بن ابی رباح ابوالبختری، سعید بن ابی الحسن بصری کے بھائی، الصمد بن ابی اکبر و عمران العبدی ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر نے کہا کہ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور یہی قول کوفیوں کا ہے (احناف کا ہے) شامعی اور اکثر فقہاء کا ہے اور یہی مسلک صحیح ہے ابی ابن کعب اور صحابہؓ میں اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں۔(۲)

(۱) کشف الغمہ ج اص ۱۴۷ (۲) عمدۃ القاری

"المغنی" میں فرمایا کہ رمضان المبارک میں تراویح ادا کرنا یہ سب سے پہلے سنت حضرت محمد ﷺ نے قائم کی پھر مصنف نے رمضان المبارک میں قیام تراویح کی روایتوں کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ (مصنف) ابوعبداللہ کے نزدیک مذہب مختار یہ ہے کہ بیس رکعات تراویح ادا کی جائیں اور یہی قول امام ثوری، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور مشہور تر قول کے مطابق امام مالک کا ہے امام مالک بن انس کی ایک روایت یہ ہے کہ اہل مدینہ چھتیس (36) رکعات ادا کرتے تھے اس کی علت (وجہ) یہ ہے کہ اس میں حضور ﷺ کی عزت اور وقار ہے اور اس میں اہل مکہ کی موافقت بھی ہے کیونکہ اہل مکہ ہر دو ترویحوں کے بعد طواف کرتے تھے۔ (۱) جب حافظ عراقی مسجد کی امامت پر مقرر ہوئے تو انہوں نے اہل مدینہ کی پرانی سنت کو دوبارہ زندہ کیا کیونکہ اکثریت کا اس پر عمل تھا تو آپ پہلی رات کے پہلے حصے میں بیس رکعاتیں عادت کے مطابق ادا کرتے تھے پھر رات کے دوسرے حصے میں سولہ (16) رکعات ادا کرتے تھے ایک قرآن بیس رکعات والی نماز میں ہوتا یعنی پورے رمضان میں دو قرآن ختم کر کے ایک بیس والی نماز میں اور ایک سوالہ والی نماز میں اور اہل مدینہ میں یہ عمل اُن کے بعد بھی اور آج تک بھی ہے۔ اسود بن زید چالیس (40) رکعات تراویح اور سات (7) وتر پڑھتے تھے اس کو ابن شیبہ نے روایت کیا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں تنگی نہیں اور نہ ہی آخری حد ہے کیونکہ نفلی عبادت ہے سو اگر کوئی آدمی قیام کو لمبا کرتا ہے تو سب سے اچھا ہے اور مجھے بہت پسند ہے اور اگر کوئی رکوع وسجود بڑھاتا ہے تو یہ بہت اچھا ہے۔

پہلی سورت میں قیام لمبا کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ زیادہ دیر تک نماز پڑھتا ہے یعنی زیادہ رکعات پڑھتا ہے اور دوسری صورت میں یعنی رکوع وسجود لمبا کرنے سے مراد یہ ہے

(۱) ترح التثریب ج ۳ ص ۹۸

کہ تمام ارکان جیسے قیام، رکوع اور سجود قرأت لمبی کرنا ہے۔ میں یہاں ایک بات کا اشکال دور کرتا چلا جاؤں کہ پہلی صورت سے مراد قرأت کو لمبا کرنا نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر دوسری صورت میں بھی رکوع وسجود لمبا کرنے کا کہا تو پھر وہ ایک ہی مرتبہ کیوں نہ کہہ دیتے کہ قیام، رکوع وسجود لمبا کرنا بہت اچھا ہے وہ قیام اور رکوع وسجود میں لفظ اور نہ لاتے۔

تراویح کے فوائد اور بیس رکعات کی حکمت

۱۔ گناہوں کی معافی۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه وماتأخر (۱)

جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا (یعنی تراویح ادا کی) اس کے پچھلے اور اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۲۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ایک مقام پر ملتا ہے۔ جس میں مقاصد شریعت پورے ہوتے ہیں (یعنی مسلمانوں کا میل ملاپ اور نیکیوں میں سبقت کا جذبہ ایک دوسرے کے دکھ میں شریک ہونا اور باخبر ہونا)

۳۔ اس سے رات کے پہلے پہر اور پچھلے پہر اٹھنے کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

۴۔ مسلمان کو بیس رکعات پڑھنے سے حدیث میں مذکور قیام کا ثواب اور فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن جس آدمی نے بیس رکعات سے کم کیا اس کا کامل ثواب کم ہو جاتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ شارع حکیم نے مسلمانوں کے لئے گیارہ رکعتیں سارے سال کے لئے مقرر کیں لہذا مسلمانوں کا حصہ رمضان میں دوگنا ہونا چاہئے۔ پورے سال میں ضروری نماز بیس رکعات ہے یعنی صبح کے دو فرض ظہر کے چار عصر کے چار مغرب کے تین عشاء کے چار فرض اور تین وتر (2+4+4+3+4+3)۔ باقی مہینوں میں ایک فرض ادا کیا

وزیادة "وماتأخر" فی روایة عند احمد

جاتا ہے تو وہی رمضان میں ادا ہوا فرض گیارہ مہینوں کے ستر فرائض کے برابر ہوتا ہے۔ رمضان کی نفلی عبادت اجر وثواب میں گیارہ مہینوں کے فرائض کے برابر ہے لہذا رمضان میں بیس تراویح سنت ادا کرنے سے گیارہ مہینوں کے بیس فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

دوسرا باب

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نماز تراویح

(الف) صورت حال:

ابوذرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ رات گزاروں اور آپ کی نماز کی طرح نماز ادا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ سو رسول اللہ ﷺ غسل کے لئے اٹھے کپڑے سے ستر کیا میں نے دوسری طرف رخ کر لیا آپ ﷺ نے غسل کیا پھر میں نے ایسا کیا پھر آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے میں بھی ان کے ہمراہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی لمبی نماز کی وجہ سے میرا سر دیوار سے ٹکراتا تھا پھر آپ ﷺ کی خدمت میں نماز کی اطلاع دینے کے لئے بلالؓ آئے سرکار نے فرمایا (بلال سے) کہ تم نے بھی یہ سب کچھ کیا (یعنی اذان دے دی) عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا بلال تو اذان دیتا ہے جب صبح کی روشنی آسمان میں سیدھی اوپر آتی ہے۔ حالانکہ یہ صبح نہیں صبح تو وہ ہے جو پھیل جائے (روشنی میں) پھر آپ ﷺ نے سحری کا کھانا منگوایا اور سحری کی۔ اس کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس میں رشدین بن سعد ثقہ ہیں۔ (۱)

(۱) مجمع الزوائد ۲/۷۲

ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے پورے مہینے آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا۔ یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے پھر آپ ﷺ نے قیام کروایا یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر گئی جب چھ دن باقی تھے (یعنی ایک دن کے بعد) تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا جب پانچ دن باقی رہ گئے پھر آپ ﷺ نے ہمیں قیام کروایا۔ یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا یا نصف رات گزر گئی میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ ہمارے لئے اس رات کا قیام اضافی طور پر مقرر کر دیں

فرمایا جب کوئی آدمی امام کے ساتھ نماز (عشاء) پڑھ کر واپس ہوتا ہے تو اسے ساری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے چوتھا دن جب آیا تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہ کروایا یہاں تک کہ ایک تہائی رات باقی رہ گئی۔ جب نواں دن آیا (یعنی آخر عشرہ کا) تو آپ ﷺ نے سارے گھر کے اہل و عیال اور باقی لوگوں کو جمع کیا اور پھر ہمیں قیام کروایا یہاں تک کہ ہم (طول قیام کی وجہ سے) ڈرے کہ صبح کی نماز فوت ہو جائے گی پھر حضور ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا۔ اس کو ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ (۱)

انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ماہ رمضان میں نماز پڑھاتے تھے تو لوگ آئے تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور ہلکی پھلکی نماز ادا کرواتے تھے پھر گھر تشریف لے جاتے اور وہاں نماز ادا کرتے تو میں نے کہا کہ آپ نماز پڑھتے پھر تشریف لے جاتے؟ فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ تمہاری خاطر کیا ہے۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں یعنی اس کو روایت کرنے والے صحیح احادیث روایت کرنے والے ہیں۔ (۲)

(۱) اوجز المسالک ج ۲ ص ۲۸۱ (۲) اوجز المسالک ج ۲ ص ۱۰۶

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ طول قیام کیا کرتے تھے۔ اس کی زیادہ کامل وضاحت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ہوتی ہے ''حضور ﷺ چار رکعت پڑھتے اور مت پوچھ کہ کتنی خوبصورت اور لمبی پھر چار رکعت پڑھتے مت پوچھ کہ کتنی خوبصورت اور لمبی پھر تین پڑھتے تھے''۔

حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے ایک رات آپ ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ پڑھی میں نے (دل میں) کہا کہ سو آیات پڑھ کر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ جاری رہے پھر میں نے (دل میں) کہا کہ پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے پھر آپ ﷺ قر◌ٔات کرتے رہے پھر میں نے (دل میں) کہا کہ کہ بقرہ پڑھ کر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ نے آل عمران شروع کر دی وہ بھی پڑھ دی پھر نساء پڑھ لی اور بڑے ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے کسی آیت میں تسبیح آتی تو آپ ﷺ ''سبحان الله'' فرماتے کسی آیت میں سوال آتا تو وہ بھی مانگتے کسی آیت میں تعوذ آتا تو آپ ﷺ ''اعوذ بالله من الشیطن الرجیم'' پڑھتے پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا پھر آپ ﷺ ''سبحان ربی العظیم'' پڑھنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا رکوع بھی اتنا ہی لمبا تھا جتنا کہ قیام پھر آپ ﷺ نے ''سمع الله لمن حمده'' پڑھا پھر دیر تک کھڑے رہے رکوع کے برابر پھر سجدہ کیا اور ''سبحان ربی الاعلی'' کہا تو آپ ﷺ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا۔ حدیث جریر میں ان الفاظ کے ساتھ اضافہ بھی ہوا ہے ''ربنا لک الحمد'' (۱)

یاد رکھو! جو شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ تراویح آٹھ ہیں یا گیارہ ہیں اسے تراویح اس طرح ادا کرنی چاہئے جس طرح حضور اکرم ﷺ نے کی کیونکہ جو آدمی کسی چیز کو لے تو یہ مناسب نہیں کہ اس کا ایک کنارہ لے اور دوسرا چھوڑ دے۔ یہ تو آرام طلب آدمی ہے جو

(۱) رواہ مسلم ج ا ص ۵۳۶

رخصتوں کو لیتا ہے اور حقائق کو جھٹلاتا ہے کیونکہ یہ صحیح عمل نہیں کر رہا۔

نماز تراویح کی رکعات کی تعداد

پہلی حدیث

بخاری اور مسلم نے (تہجد) کے باب میں حضرت عروۃ بن الزبیر علی عائشہ سے روایت کیا ہے ''کہ آپ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھائی اور آپ ﷺ کے ہمراہ دوسرے لوگوں نے بھی نماز ادا کی پھر آپ ﷺ نے دوسری رات نماز ادا کی تو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ کثیر تعداد میں شامل ہو گئے۔ پھر تیسری رات لوگ جمع ہوئے رسول الله ﷺ باہر تشریف نہ لائے صبح فرمایا ''میں نے تمہارے عمل کو دیکھا مجھے تمہارے پاس باہر آنے سے صرف یہ چیز خوف رکاوٹ بنی کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔ یہ واقع رمضان میں ہوا۔ (۱)

اس حدیث سے کیا معلوم ہوا۔

۱۔ اس حدیث نے رکعات کی تعداد نہیں بتائی جو آپ ﷺ نے ادا فرمائی۔

۲۔ ظاہری حدیث بتائی ہے کہ رکعات کی تعداد دونوں راتوں میں برابر تھی۔

۳۔ نفل نماز جماعت کے ساتھ جائز ہے اور اس میں مذہب مختار یہ ہے کہ اکیلے پڑھنی چاہئے سوائے خاص نفلوں کے مثلاً عید، کسوف، استسقاء اور تراویح جمہور کے نزدیک ہے۔

۴۔ مسجد میں نفل جائز ہیں۔

۵۔ اس آدمی کا مقتدی بننا بھی صحیح ہے جس نے اس کی امامت کی نیت نہیں کی۔

۶۔ خرابی ''بوجھ'' کو ٹالنا بھلائی حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ دو مصلحتوں کا شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے اعتبار کیا۔

أ۔ یہ نماز مسجد میں قائم کرنا بہتر ہے اور آپ ﷺ نے اسے کیا۔

(۱) نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۵۲

ii۔ جب ان (مسلمانوں) پر فرضیت کا خوف آ گا تو آپ ﷺ نے بڑی خرابی کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا مثلاً اس کا عاجز آ جانا اور فرض کا ترک کر دینا۔

۷۔ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ لیڈر اور قوم کا بڑا اپنے پیرو کاروں کی توقع کے خلاف کسی عذر کی وجہ سے کوئی کام کرے تو ان کے سامنے اس کا ذکر کر دے تاکہ ان کے دل خوش ہو جائیں اور معاملہ سدھر جائے کہ کہیں وہ اس کے خلاف نہ سوچنے لگ جائیں اور بسا اوقات اس سے بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

۸۔ یہ بھی امکان ہے کہ قیام اللیل کی فرضیت سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ کہیں نماز تہجد کو مسجد میں باجماعت فرض نہ کر دیا جائے۔

۹۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ جو کوئی اپنے اوپر کوئی چیز لازم کر لے وہ لازم ہو جاتی ہے۔

دوسری حدیث

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کی رمضان میں نماز کیسی ہوتی تھی تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے رمضان ہو یا غیر رمضان گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ چار پڑھتے تو مت پوچھ کہ کتنی لمبی اور خوبصورت تھیں پھر چار پڑھتے مت پوچھ کہ کتنی خوبصورت اور لمبی ہوتیں پھر تین (وتر) پڑھتے۔

اس حدیث سے کیا معلوم ہوا

۱۔ آپ ﷺ اپنی اس نماز میں رمضان ہو یا غیر رمضان زیادتی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کمی بلکہ تسلسل تھا یعنی باقاعدگی تھی۔

۲۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وتر رات کے اول حصے میں ادا کرنا جائز ہے تہجد کے

ساتھ ملانا اس کو ضروری نہیں۔

۳۔ اس حکم شرعی کو ظاہر کیا گیا ہے کہ اس تہجد سے پہلے وہ وتر پڑھنے بھی جائز ہیں جو آخری رات میں پڑھے جاتے ہیں۔

۴۔ اس حدیث میں نماز وتر کی حیثیت بھی معلوم ہوگئی کہ وہ تین ہیں کیونکہ نمازِ تراویح دو دو رکعت سے زائد نہیں پڑھی جاتی۔ اگر یہ تراویح ہوتی تو تین رکعتیں کیوں پڑھی گئی تھیں۔

تشریح حدیث

قرطبی نے کہا کہ بہت سے اہل علم کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایات نے اشکال میں ڈال دیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے آپؓ کی روایت (حدیث) کو مضطرب قرار دیا ہے حالانکہ یہ اعتراض اس وقت صحیح ہوتا جب راوی ایک ہوتا یا آپؓ نے ایک وقت کی خبر دی ہوتی اور صحیح تر یہ ہے کہ جو کچھ آپؓ نے ذکر کیا ہے وہ متعدد اوقات کی بات ہے اور مختلف احوال کی بات ہے کہ جس طرح خوشی ہو اور بیان جواز ہے واللہ اعلم۔

قاضی عیاض نے کہا کہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایات گیارہ رکعات کے بارے میں عام طور پر وتروں کے سمیت اور باقی آپؓ کی روایات میں آپ ﷺ کا وہ عمل مذکور ہو جو آپ ﷺ نے بعض اوقات اپنایا ہو وقت کی کمی وبیشی کی وجہ سے اور قرأت لمبی کرنے کی وجہ سے یا کسی عذر یا کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا یہ کہ کبھی پہلی ہلکی پھلکی دو رکعات کو اول قیام کے اندر شامل کر لیا اور کبھی شامل نہ کیا۔ ابن عبد البر نے کہا کہ اہل علم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے مضطرب روایات منقول ہیں۔ حج، رضاعت، حضور ﷺ کی نماز شب اور مسافر کی نماز کی قصر کے بارے میں اور یہ روایات صرف آپ (صدیقہ) رضی اللہ عالیٰ عنہا سے ہی روایت ہیں کیونکہ ان احادیث کے راوی حفاظ ہیں

(۱) العمدۃ ج ۲ ص ۶۰۸ ۔ ۶۰۹

تو گویا آپ ؐ نے یہ خبریں متعدد اوقات میں پہنچائیں (۱)

امام ابن حجر (۱) کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے وتر کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں یوں تطبیق کی جاسکتی ہے (جمع کیا جاسکتا ہے) کہ حضور ﷺ وتر پڑھ لیتے تھے چار کے ساتھ تین چھ کے ساتھ تین آٹھ کے ساتھ تین اور دس کے ساتھ تین لہذا سات سے کم رکعاتوں میں وتر نہیں پڑھتے تھے (یعنی کم از کم تہجد کے نفل چار ہوتے تھے اور تین ساتھ وتر ہوتے تھے) اور نہ ہی تیرہ سے زیادہ (دس نفل تین وتر) آپ ﷺ کا یہ عمل مختلف اوقات میں رہا۔ کیونکہ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اول رات درمیانی رات اور آخری رات کو بھی وتر پڑھے اور یہ سب کچھ بیان جواز کے لئے تھا (یعنی جائز ہونے پر دلالت کرتا تھا) (۲)

خلاصه

خلاصہ یہ نکلا کہ یہ حدیث وتر کے لئے خاص ہے (یعنی وتروں کے ساتھ خاص ہے) اور اس سے نماز تراویح کی دلیل نہیں پکڑی جاسکتی جیسا کہ وتر کے باب میں اس کو واضح کیا جاچکا ہے اور یہ بات بھی کہ آپ ﷺ وتروں سے پہلے سوجاتے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"فقال یا عائشه ان عینی تنامان ولا ینام قلبی" (۳)

فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ واضح کررہی ہے کہ یہ وہ نماز تھی جو رات کے پہلے پہر ادا کی جاتی تھی۔ اور یہ سوال حضرت عائشہؓ کا اسی بارے میں تھا کیونکہ ان کو یہ معلوم تھا کہ اصل یہی تھا کہ نماز عشاء پہلے ادا کی جاتی تھی جیسے کہ صحیح بخاری میں آیا ہے (اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا) رات میں اپنی آخری نماز کے طور پر وتر ادا کرو اور جیسا کہ مسلم میں حدیث جابر میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جس شخص کو رات کے پچھلے پہر نہ اٹھنے کا خوف ہو اسے رات کے پہلے حصے میں وتر ادا کرنے چاہئیں

(۱) فتح الباری ج ۳ ص ۱۷ و تلخیص الحبیر ص ۱۱۶ (۲) فتح الباری ج ۲ ص ۴۸۷
(۳) البخاری ج ۲ ص ۴۶ ورواہ مسلم فی صحیحہ

اور جسے رات کے پچھلے پہر اٹھنے کی امید ہے تو اسے چاہئے کہ وہ وتر آخری رات میں پڑھے کیونکہ پچھلے پہر کی نماز مشہودہ ہے (یعنی اس میں فرشتے اور ذہن بھی حاضر ہوتا ہے) اور یہ افضل ہے اور آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا "کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا" اس میں اصل میں حضور اکرم ﷺ کا افراد امت کے حال سے مختلف حال بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے تمام امت کے احوال کے جامع ہیں کیونکہ ہر کمال کے آپ ﷺ آئینہ ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث اور ابن ابی شیبہ کی بیس رکعت والی حدیث میں کوئی اختلاف نہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی کل نماز تراویح وتروں کے بغیر بیس (20) تھی اور وتروں کے ساتھ تئیس (23) تھی اور اس کی تائید حضرت عمر فاروقؓ کے قول اور فعل سے ہوتی ہے اور اصحابہ کرام کے اجماع سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث ثالث

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے رمضان کے مہینے میں ہمیں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے اگلی رات ہم مسجد میں پھر جمع ہوئے اور امید تھی کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائیں گے اور اسی حال میں ہم صبح تک انتظار میں رہے پھر ہم حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم مسجد میں جمع تھے اور امید تھی کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں گے فرمایا "مجھے ڈر تھا میں نے پسند نہیں کیا کہ وتر تم پر فرض ہو جائیں"۔ (۱)

جابر سے روایت ہے کہ ابی ابن کعب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ رمضان کی اس رات میں کچھ ہوا فرمایا ابی کیا؟ تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری حویلی کی عورتوں نے کہا کہ کیا ہم آپ کے ساتھ نماز اور قرآن پڑھنے میں

(۱) صحیح ابن حبان ۶۲/۵

NEW CONTACT

abuyumna76@gmail.com

PLEASE FEEL FREE TO CONTACT ME REGARDING ANY QUIREY OR RECTIFICATION

NOTE: HAMMAD BOOKS CENTER IS CLOSED NOW, SO YOU CAN CONTACT ON THE ABVOE E-MAIL ADDRESS